کہتے ہیں تیری نعت کو "قندیلِ خاوری"
خاور تری اس طرز پہ قربان جائیے

قندیلِ خاوری

(حمد و نعت، غزلیات و قطعات وغیرہ)

خاور سہروردی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کہتے ہیں تیری نعت کو "قندیلِ خاوری"
خاور تری اس طرز پہ قربان جائیے

قندیلِ خاوری

(حمد و نعت، غزلیات و قطعات وغیرہ)

ہر شے پہ اُس کی رحمت سایہ فگن ہے خاور
تخصیص یاں نہیں ہے، مومن ہو یا کہ کافر
ممکن نہیں ادا ہو، حق اُس کی نعمتوں کا
تحدیثِ نعما میں عاجز کلامِ ظاہر

خاور سہروردی

ناشران : حسیب خاور سہروردی۔ رمیز خاور سہروردی

61-مدینہ (سابقہ یثرب) کالونی ملتان روڈ لاہور۔ فون: 7599887

جملہ حقوق بحق فرزندان حسیب خاور سہروردی، رمیز خاور سہروردی محفوظ

نام کتاب : قندیل خاوری
نام مصنف : خاور سہروردی
تعداد : (500) پانچ سو
سال و ماہ اشاعت : اپریل 2004ء
کمپوزنگ : سید عادل حسین بخاری (انکشاف پبلیکیشنز ریواز گارڈن لاہور)
مطبع : بک سن پرنٹنگ پریس 6- نصیر الدین روڈ اسلام پورہ لاہور
قیمت : =/30 روپے
ناشران : حسیب خاور سہروردی و رمیز خاور سہروردی
61- مدینہ (سابقہ یثرب) کالونی ملتان روڈ لاہور فون: 7599887
تقسیم/فروخت کنندگان : زین حسیب خاور۔ حسن حسیب خاور۔ معز رمیز خاور
میسرز نذیر سنز 40- اے اردو بازار لاہور۔ فون 7123219
3- سیرت فاؤنڈیشن داتا گنج بخش مارکیٹ لاہور

فہرست مطبوعات خاور سہروردی

		صفحات
-1	تذکرہ و ملفوظات ابوالفیض سید قلندر علی سہروردیؒ	624
-2	تذکرہ و فرمودات پیر سید احمد شاہ قادریؒ	70
-3	شعاعیں: حمد، نعت، غزلوں، نظموں اور مناقب کا منظوم مجموعہ	64
-4	فروغ و فراغ: حمد و نعت، غزلیات اور نظموں کا مجموعہ	80
	خاور پارے: قطعات جن میں سے اکثر طنز و مزاح پر مبنی ہیں	48
-5	یادگار سہروردیہ: حضرت سید ابوالفیض قلندر علی سہروردیؒ کے مشائخین طریقت اور دیگر سہروردیہ و کبرویہ اولیائے کرام کا تذکرہ	702
-6	قندیل خاوری: نعتوں، نظموں و قطعات وغیرہ کا مجموعہ	64

ترتیب

عنوان	صفحہ نمبر
انتساب	
من کے اجالے کی شاعری (بیدار سرمدی)	
چراغ دل کے جلاؤ	7
حضرت انسان	9
قطعات	10
جان کہ جانِ جہاں	11
جمال آرا ہے حسن اور عشق بے باک	12
عشق تڑپ ورائے صبر، حسن فزوں ہے دم بدم	13
حسن کو عشق آزما کہیے	14
یہ کیا؟ مقام وصل میں حیرت فزا کرو	15
غیر سے آس منقطع، ذاتِ الٰہ سے بہرہ مند	16
دلِ بے تاب کی حالت کبھی ہم سے پوچھو	17
یہ زیب و زینتِ دنیا عبث و ہیچ تمام	18
نطق و سمع ہیں ہم کلام، عام سا حال بھی نہیں	19
حبیبی! مظہرِ شانِ خدائی	20
رخ منور جمال آرا، نظر نظر میں بسا ہوا ہے	21
اے عشق وہیں لے چل	22
جو آستاں پر غریب الدیار بیٹھے ہیں	25
رخ انور مری دوا ہو گی	26
تشریف جو لائے ہیں پروانوں کے جھرمٹ میں	27
سر آستاں ہوں گدایانہ حاضر	28
بظاہر وہ دل میں نہاں ہو گئے ہیں	29
آستاں پر فقیر آئے ہیں	30
بظاہر تو سوئے حرم دیکھتے ہیں	31
قطعات	32

عنوان	صفحہ نمبر
خلق کو بے منت و احسان عطا کرتے ہیں	33
زندگی تیری یاد کا ہے نام	34
باریابی کا ہو اذن طلبگاروں کو	35
قطعات	36
وہ سیاحِ مکان و لامکاں ہیں	37
جن و انس کو ہدایت مرے حضور کی ہے	38
جس حال میں جس رنگ میں اے جان رہیں گے	39
آپ کا دم بشارتوں کا نزول	40
اے کہ ہے تیرا نام پاک، ہمرہ اسم ذاتِ پاک	41
حالِ دل رو کے سنانا میری منزل ٹھہری	42
حبیب پاک ہیں فضل و کرم کی دلیل	43
معطر ہیں فضائیں اور ہوائیں	44
تری نگہ میں جو آئے وہ لاجواب ہوئے	45
تزکیہ نفس کا عبادت ہے	46
وہ جو نگاہِ ناز پہ قربان ہو گئے	47
عشق ہی کی یہ پاسداری ہے	48
مختصر زندگی کے نام بہت	49
احتسابِ نفس	49
دیکھو میاں غلام محمد کا فیضِ عام	51
انسان ہی تو ہوں	52
خاوری چٹکلے	53
قطعات (طنز و مزاح)	
اب کے پھسلے ہیں تو شاید کبھی جیلوں میں ملیں	63
لیڈر کی مسکراہٹوں کو ووٹ چاہیے	64

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہدیہء نیاز بحضور یکے از

اَنعمتَ علیھم

انعام یافتہ جماعت کے اُس بطلِ جلیل

وَابتغو اِلیہ وسیلہ

کے مصداق اُس فردِ فرید

عالمِ ربانی و عارفِ یزدانی

جمالِ الٰہی کے آئینہء محمدیؐ کے مظہر و ''رسول نما''

یعنی اپنے پیرِ کامل و اکمل، جو:

حضرت ابوالفیض سید قلندر علی سہروردیؒ

کے نامِ نامی سے خلق میں متعارف

جن کے فیضانِ صحبت و نظرِ کیمیا نے

ہزاروں سعادتمندوں کو ''اللہ والا'' بنا ڈالا

اور جن کا اسم بامسمّٰی فیض آج بھی بفضل تعالیٰ جاری و ساری ہے:

فیضِ ابوالفیضؒ سے پیہم رواں ہے جوئے فیض

اہلِ دل، اہلِ نظر، اہلِ صفا کے واسطے

❖

من کے اجالے کی شاعری

جب من میں اجالا اترتا ہے تو تخلیقی فن شاعری کا وہ روپ اختیار کرتا ہے جو خاور سہروردی کے کلام میں جلوہ زن ہے۔ خاور کی عملی زندگی کے بہت سے پہلو ہیں اور انہوں نے اپنی شاعرانہ صلاحیتوں کو اپنی عملی زندگی کی روایتی گہما گہمی کے علاوہ تحقیق، تذکرہ نگاری، تصوف اور دوسری مصروفیات کے پردے میں چھپائے رکھا ہے۔ شعری ادب کے قارئین کو ان کی غضب کی شاعرانہ خوبیوں کا علم اُس وقت ہوا جب اُن کے تین مجموعہ ہائے کلام ''شعاعیں'' (حمد و نعت، غزلوں، نظموں اور منقبت) ''فروغِ فراغ'' (حمد و نعت، غزلیات اور نظمیں) اور ''خاور پارے'' (قومی اور تعمیری طنز و مزاح پر مبنی قطعات اور نظمیں) جو 1999ء میں ایک ساتھ منظرِ عام پر آئے اور جس میں ادیبانِ شہیر جناب ڈاکٹر انور سدید اور جناب ریاض احمد صاحب کے ماہرانہ، استادانہ و ناقدانہ تبصروں نے خاور سہروردی کے کلام کی خصوصیات کو نہایت تفصیل سے اُجاگر کیا ہے۔ یہاں اس امر کا اظہار بھی نامناسب نہ ہوگا کہ اس سے پہلے خاور سہروردی اپنی صوفیانہ نثری کتابوں اور تذکرہ نگاری کے حوالے سے بھی قابلِ قدر داد حاصل کر چکے ہیں۔ بہرکیف اُن کی مذکورہ بالا کتابوں میں اُن کی بلند پایہ نعتیں، سنجیدہ غزلیں، نظمیں اور پُر اثر قطعات پڑھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ وہ اچانک ادب کی شعری صنف کے میدان میں نہیں اترے بلکہ ان کے وجود میں خیال کی یہ آبشار ایک ترتیب کے ساتھ مدت سے موجزن تھی۔ خاور کا زیرِ نظر مجموعہ کلام بھی کئی طرح کے تہذیبی ذائقوں کا حامل ہے۔ اس مجموعہ کلام کا پہلا حصہ تو ان کے بدن کے ساتھ ساتھ ان کی روح کی طرف سے محسنِ انسانیت کے حضور نذرانہ محبت پر مبنی ہے اور اس کے ساتھ ہی عشقِ حقیقی، کائنات میں انسانی حقیقت اور فلسفہ حیات کی دوسری صورتیں زیرِ بحث آئی ہیں۔ جبکہ دوسرے حصے میں انہوں نے ''وطن کی محبت ایمان کا حصہ ہے'' سے متاثر ہو کر وطن میں گل کھلانے والے لوگوں کے مختلف رویوں پر نشتر زنی کے ذریعے ایک پاکستانی کے طور پر اپنا فرض ادا کیا ہے۔ مشتے نمونہ از خروارے کے طور پر ان کے کلام کی

کچھ جھلکیاں ملاحظہ کیجئے (حصہ اول):۔

اے عشق وہیں لے چل

طیبہ کی زمین پاک ہر آنکھ کا تارا ہے — فیضان کا مرکز ہے انوار کا دھارا ہے
تسکین کا یہ مرکز ہر دل کا سہارا ہے — ہم عشق کے ماروں کی بس یہ ہی تمنا ہے

اے عشق وہیں لے چل
اے عشق وہیں لے چل

حضور کا رخِ انور رہے نگاہوں میں — یہی ہے نور حقیقت یہی ہے حال و مقام
ہجوم اشک دل مضطرب کی یہ رقت — عجب نہیں کہ ہو خاور یہ حاضری کا پیام

جمال آرا ہے حسن اور عشق بے باک — مگر حد ادب میں اہل ادراک
کوئی یہ راز پوچھے باغباں سے — گل و بلبل کے سینے کیوں ہوئے چاک؟

بظاہر تو سوئے حرم دیکھتے ہیں — حقیقت میں تجھی کو ہم دیکھتے ہیں

(حصہ دوم)

سیاسی، مسلکی جھگڑے تھے سطحی — عدم تدبیر نے رنجش بڑھا دی
تحمل اس کا حل تھا، مفسدوں نے — کلاشنکوف ہاتھوں میں تھما دی

خاور سہروردی اپنی عملی زندگی میں صوفی منش اور قول و فعل کو ایک فریکونسی پر رکھنے کے قائل ہیں چنانچہ حمد، نعت، منقبت کے ساتھ ساتھ انسانی اصلاح کے لئے ایک طرف سنجیدگی اور پرنم آنکھوں کے ساتھ شعری ہنر کا سہارا لے کر اپنی آواز بلند کرتے نظر آتے ہیں تو دوسری طرف ہلکے پھلکے انداز میں معاشرتی تضادات اور قول و فعل میں عدم مطابقت پر ان کا قلم تخلیقی واردات کے جوہر دکھاتا نظر آتا ہے۔ وہ مشاعروں کے شاعر نہیں ہیں لیکن دل میں اتر جانے والی شاعری کے خالق ضرور ہیں۔ امید ہے کہ ان کے من میں چھا جانے والے اجالے کی یہ کرنیں اسی طرح پڑھنے والوں کے لئے کرنوں کی صورت میں باہر آتی رہیں گی۔

بیدار سرمدی

22 جنوری 2002ء — چیف ایڈیٹر روزنامہ ''فرنٹ'' لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

چراغ دل کے جلاؤ، بڑا اندھیرا ہے

رب العزت جل علیٰ شانہٗ نے جہاں جسم کی پرداخت کیلئے اس دنیائے فانی میں ظاہری اسباب پیدا فرمائے تو اس کے دوش بدوش روح کی بالیدگی اور نشوونما کے بھی سامان مہیا فرما دیے تاکہ سعادت مند انسان ہدایت و رحمت کے جلو میں صراطِ مستقیم پر گامزن رہ کر ذکرِ الٰہی، فکر صالح اور ثنائے نبی علیہ السلام کی سرشاریوں میں حیاتِ دنیوی و اخروی کی حقیقی نعمتوں سے سرفراز ہو جائیں۔ وحی الٰہی، پیغمبران علیہم السلام کی بعثت، صحائف و کتب سماویہ وغیرہ سب اس سلسلہ کی اہم کڑیاں ہیں اور بالآخر خاتم النبیین محبوب رب العالمین کی تشریف آوری خلق پر رب العزت کا وہ احسان عظیم ہے جس کا شکر ادا کرنے سے زبان اور قلم ہر دو عاجز ہیں۔

سرکارِ دو عالم کی ظاہری حیاتِ طیبہ کے بعد رُشد و ہدایت کا یہ سلسلہ علمائے ربانی اور اولیائے کرام کے ذریعہ جاری و ساری ہے اور انشاء اللہ تا قیام قیامت قائم رہے گا جو حقیقتاً حضور علیہ السلام کا ہی فیضان و اعجازِ عظیم ہے۔ ظاہر ہے کہ مَنْ اَحَبَّ شَیْئًا فَاَکْثَرَہٗ ذِکْرَہٗ، کے مصداق جس چیز سے انسان کو محبت ہوتی ہے اسی کا ذکر رطب اللسان رہتا ہے۔ ''بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر'' کے تحت حضور علیہ السلام کی محبت و حرمت، نعت گوئی و نعت خوانی عاشقانِ رسول کا جزو ایمان ہے چنانچہ حمد و نعت کا سلسلہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ میں ہی شروع ہو گیا تھا جس کی بازگشت اور سنت آج بھی جاری ہے اور انشاء اللہ آئندہ بھی قائم و دائم رہے گی۔

صحیح العقیدہ شعراء کرام کے تغزل میں بھی حب الٰہی اور حب رسول مقبولؐ کی جھلک نمایاں نظر آتی ہے۔ البتہ نعت کے ضمن میں یہ امر ملحوظ رہنا ضروری ہوتا ہے کہ الوہیت مطلقہ اور عبدیت کاملہ کا فرق ہر حال میں برقرار اور خالق و مخلوق کے مابین بیّن فرق، جوشِ عقیدت اور منتہائے محبت میں بھی ادب و مراتب کی حدود میں ہی موجزن رہے، نیز کلام کی

شگفتگی، سوز و گداز، کیف و سرور، وجدان، عجز و انکسار، خلوص و محبت اور انتہائی ادب و احترام واضح طور پر اپنے اپنے مقام پر جلوہ گر رہ کر سامعین و قارئین کے دلوں کو گرمانے کا ذریعہ بنتے رہیں۔ وَذَالِکَ فَضلُ اللّٰہِ یوتیہ مَن یشا۔

اس فقیرِ حقیر نے صنفِ شاعری کی ابتداء 1939ء میں غزل گوئی سے کی مگر اکتوبر 1956ء کی ایک مجلسِ عالیہ میں میرے پیر و مرشدِ کامل حضرت ابوالفیض سید قلندر علی سہروردیؒ نے اپنی خصوصی توجہ سے اس کا واضح رُخ مجاز سے حقیقت کی طرف موڑ دیا۔ چنانچہ اس ناچیز کا مطبوعہ کلام ''شعاعیں'' اور ''فروغ و فراغ'' کا بیشتر حصہ اسی حقیقت کا ترجمان ہے۔ زیرِ نظر کتاب کا معتد بہ حصہ جو غزلیات، نعتوں اور قطعات وغیرہ پر مبنی ہے اس حُبِّ حقیقی اور عشقِ رسول علیہ السلام کا آئینہ دار ہے اور اب یہ ادنیٰ نعت گو کس حد تک اپنے جنونِ محبت، جوشِ عقیدت اور سوز و گدازِ قلب کے اظہار میں عہدہ برآ ہوا ہے اس کا فیصلہ تو قارئین و سامعین حضرات کے اپنے ذوق اور طبعی میلان پر ہی منحصر ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلۂ جلیلہ سے اس فقیر پُر تقصیر کی اِن آہوں کو رسا، مقبول و مشکور فرمائے

؎ وایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد!

خاکِ رہِ صاحب نظراں

خاور سہروردی

جمعہ 21 رمضان المبارک 1422 ہجری
مطابق 7 دسمبر 2001 عیسوی

61۔ مدینہ (سابقہ یثرب) کالونی ملتان روڈ لاہور

حضرتِ انسان

تو نے کہا "تو میرا راز"۔ اور کہا "میں تیرا راز"
اپنے ہی علم سے کیا، مجھ کو ازل میں ذی وقار

روح بھی اپنی پھونک دی، علم بھی کر دیا عطا
جِن و ملک تھے سجدہ ریز، امر ترے پہ ایک بار

تو نے تمام خلق پر، پیش کیا جو "سِرِّ خاص"
عاجز ہوئے شجر حجر۔ میں نے اُٹھا لیا وہ بار

بعثتِ آنحضورؐ سے خلق تمام بارور
تو ہی بتا کہ کس طرح تیری ہوں نعمتیں شمار

"خیر الامم" کی لاج پر، مومن عمل سے سرفراز
تیرے کرم کی مُنتہا، بخشش مجھے یہی قطار

تو نے کہا وسیلہ ڈھونڈ، میری حریمِ ناز کا
تیرے ہی فضل سے ملی، نسبتِ شیخِ فیض دار

پیکرِ لغزش و خطا، خاورؔ بے نوا سہی
رد مجھے نہ کر کہ ہوں تیری پسند و شاہکار

❖

قطعات

عجیب عالم ہے انقطاعِ بُود و عدم
عجیب راز ہے انشراحِ بود و عدم
یہاں تو عاجز ہیں فہم اور ادراک
بیاں ہو کیسے پھر اصطلاحِ بود و عدم

☆

نوری ہوئے مقبول اور ناری ہوا راندہ
طاعت و ادب چاہیے ہر قول و ادا کو
کعبہ ہے اگر جہت، تو آدم بھی تھا اک جہت
سجدہ نہ تھا آدم کو وہ تھا امرِ خدا کو

☆

علمِ الٰہ میں اولاً سِرِّ الٰہ تھا میں
تخلیق کے عمل میں پھر ظاہر ہوا تھا میں
یارو! یہ اِس سفر کا ہے کونسا مقام؟
پہنچا وہیں پہ ہوں کہ جہاں سے چلا تھا میں

☆

ہم تو ہر شے کی حقیقت کا ہی رکھتے ہیں خیال
مرتبہ شے کا ہے اپنے اعتبارِ ذات میں
کون کرتا ہے الوہیّت میں شامل عبدّیت؟
فرق بیّن ہے "عطا" اور "اختیارِ ذات" میں

جان کہ جانِ جہاں

ابنِ آدم گھپے بھٹکا رہا گمراہی میں
جب ہوا صاحبِ ایماں تو پھر انواروں میں
شان مومن کو ملی جانِ جہاں! تیرے طفیل
وہ حقیقت ہو۔ کہ ذات کے اسراروں میں
جانِ مومن تو خریدی گئی جنّت کے عوض
جان کیا شے ہے؟ کہ رب بھی ہے خریداروں میں

قطعات

وارداتِ عشق میں حال و مقام
ہیں نشانِ راہِ منزل۔ نے قیام
ذوق وشوق و جذب و مستی محوّیت
اضطراب و جستجو ہر دم خرام

☆

رنگ لایا ہے عشق کا جذبہ
اور جوشِ جنوں کا ہی غلبہ
ہم ازل سے ہیں تیرے شیدائی
عشق تیری عطا کا ہے صدقہ

☆

جمال آرا ہے حسن اور عشق بے باک
مگر حدِ ادب میں اہلِ ادراک

جنوں کی رُستا خیزی، تُرک تازی
تہِ افلاک، گہ بالائے افلاک

کوئی یہ راز پوچھے باغباں سے
گل و بلبل کے سینے کیوں ہوئے چاک؟

بھلا کیوں کر نہ ہوتا عشق بدنام
کہ ہے دل مضطرب اور آنکھ نم ناک

علاجِ دردِ دل، حسنِ تجلّی
یہ تلقینِ صبوری حلقہ پیچاک

خرد کا کام کیا عشق و جنوں میں
کہ وہ سادہ و مخلص اور یہ چالاک

طلب صادق سے شانِ بے نیازی
ورائے خوف بھی اور ہو نہ غم ناک

تعلق ہو صحیح اہلِ نظر سے
ملے عرفان، طمانیت کا تریاک

شہِ لولاک کے تابع و مظہر
یہی عارف ہیں خاور اہلِ ادراک

❖

☆

عشق تڑپ ورائے صبر، حسن فزوں ہے دم بدم
نقدِ جہانِ اضطراب؟ رقتِ قلب و چشمِ نم

پردۂ غیب الغیب سے، حسن نے چاہا ہو عیاں
اپنے ہی نور سے کیا، تیرا ظہور ملتزم

وصل مقامِ حیرتے، لذتِ دید غایتے
نور میں غرق عاشقے، ہر سُو تجلّیء حرم

ذکر سکون اور ثبات۔ فکر کشودِ سرّ ذات
یہ ہے وہ نور بالیقیں، جس سے ہو معرفت بہم

جذبِ دروں ہو تیز تر، ذوقِ طلب پائندہ تر
منزلِ حال اور مقام، بڑھ کے ہے چُومتی قدم

فضل و عطا کا در ہے باز، کار کُشا و کار ساز
پیشِ حضورِ بے نیاز فکرِ زیاں نہ بیش و کم

آپ کی ذات حق نما، حق نگر و حق رسا
آپ کا واسطہ نہ ہو کوششیں سب عبث عدم

شیخ ہے مظہرِ حبیبؐ۔ مظہرِ حق، حبیبؐ پاک
نورِ مبیں کے فیض سے، انس مکمل و اتم

خاور فنائے تام میں، اتنا شعور تھا ضرور
جس کی مجھے تلاش ہے، کیں جا تلاشِ اُو کنم؟

❖

☆

حسن کو عشق آزما کہیئے   نارسا کہیئے یا رسا کہیئے
حسن خود مائل کرم ورنہ   دسترس سے ہی ماورا کہیئے
اِک تگ و تاز کوششِ پیہم   جستجو معرفت رسا کہیئے
جبکہ توفیقِ ایزدی ہو رفیق   اس کو فضل و کرم عطا کہیئے
جاہل و جلد باز و نا شکرا   ہاں بجا! کاش با وفا کہیئے
وہ جو اپنے نصیب پر خوش ہے   خوش نصیب اُسکو برملا کہیئے
اپنے عیبوں پہ ہے نظر ہر دم   کیوں کسی کو بُرا بھلا کہیئے
ہر بلا نا سزا نہیں ہوتی   کیوں نہ اعمال کی جزا کہیئے

اُنس و نسیاں کی زد میں ہوں خاور
بے خطا ہوں تو پُر خطا کہیئے

❖

نفس ہر دم قتیلِ آرزو ہے
طلب صادق شہیدِ جستجو ہے
خرد اور عشق کی اِس کشمکش میں
ہے اِک بے آبرو۔ اِک آبرو ہے

❖

☆

یہ کیا؟۔۔۔ مقام وصل میں حیرت فزا کرو
اور آزمائشوں میں پھر وقفِ بلا کرو

شاملِ خمیرِ عشق میں ہے جب رضائے حُسن
چاہو تو بالفنا رہے یا بالبقا کرو

دنیائے دل ہو زیر و زبر اور سکوں محال
یہ آپ کی رضا ہے تو واللہ کیا کرو

بے تابیوں کو صبر و شکیبا سے کیا غرض
دریائے اضطراب میں طوفاں بپا کرو

چنگاریاں جو عشق کی ہیں راکھ میں دبی
انوارِ حسن سے اُنہیں شعلہ نوا کرو

مانا کہ بے نیازیاں بھی ہیں ادائے حُسن
ممکن ہے ایک آن کو ہی چشم وا کرو

خاورؔ یہ بُوالہوس جو ہیں تجھ پہ خندہ زن
ان کو بھی سوزِ عشق سے کچھ آشنا کرو

❖

حسن اور عشق لازم و ملزوم از ازل
وہ بے نیاز ہے تو یہ بے تاب ہو گیا
صحبت کا فیض روشنیء ماہ سے ہی پوچھ
خورشید کے پرتو سے وہ ماہ تاب ہو گیا

❖

☆

غیر سے آس منقطع، ذاتِ الٰہ سے بہرہ مند
عشقِ نبی نفس نفس، شرع و دیں پہ کاربند
ذکر سے روح کا صعود، فکر سے ذات کا شعور
لحظہ بہ لحظہ سیر و طیر عزم اور ولولے بلند
غم نہ شکست و ریخت کا، ہوش نہ ہست و بود کا
یکساں ہوئے عدم، وجود۔ طبع طمانیت پسند
کشفِ قبور اور قلوب، گہ غنود گہ شہود
جذب و سرور و ذوق و شوق، راہِ سلوک کے سمند
وصل و حضور کا سماں، بعد از فنا بقا عیاں
عبد کا یہ مقامِ خاص، کامل ترین و سر بلند
رازِ مشیّت اور ہے، حسنِ رضا کچھ اور ہے
ذات کا واسطہ حبیب ﷺ تھامیے بس یہی کمند
خاورؔ یہ فیضِ بے پناہ، نسبتِ شیخ کی عطا
قلب و نظر ہیں نور نور۔ ہر دو جہاں میں ارجمند

❖

ہمیں ہی تھا مژدۂ انتم الاعلون
نبی اور اللہ کی نصرت تھی ہر آن
بھلائے ہیں جب سے حدیث اور قرآن
مسلط ہوئے ہم پہ فرعون و شیطان

❖

☆

دلِ بے تاب کی حالت کبھی ہم سے پوچھو
شدتِ عشق کا ضبطِ نگہء نم سے پوچھو
عرضِ حالِ دلِ وارفتہ کی اب تاب کہاں
دل کی دھڑکن کے ہی زیر' کبھی بم سے پوچھو
ختم ہستی کے ہوں شاید دمِ آخر کے یہ سانس
ڈوبتی نبض کے آثارِ بہم سے پوچھو
عشق کیا شے ہے؟ محبت کی حقیقت کیا ہے؟
رقّتِ قلب میں پوشیدہ کرم سے پوچھو
گرمیءِ عشق کی سوزش سے زباں جلتی ہے
ہاں! مگر جلوۂ حسنِ اَتم سے پوچھو
حسن کی جلوہ نمائی کا ہی اعجاز ہے عشق
یہ حقیقت بھی اسی ربطِ بہم سے پوچھو
بعثتِ رحمتِ حق میں وہ دعاؤں کا اثر!
یہ جو احسان ہے ہم پر وہ حرم سے پوچھو
حق ہے کیا؟ ذات کا عرفان ہو کیسے حاصل؟
یہ غلامانِ شہنشاہِ حرم سے پوچھو
ہے فقط چارہ گری تیری مسیحائی میں
اب تو خاور کا مرض اُسکے الم سے پوچھو

☆

یہ زیب و زینتِ دنیا عبث و ہیچ تمام
تری غلامی مقدر مرا ہو خیر الانام

حضورؐ کا رُخِ انور رہے نگاہوں میں
یہی ہے نورِ حقیقت یہی ہے حال و مقام

درود بھیجنے والوں کی شان تو دیکھو
کہ حق سے آتا ہے فوراً ہی اُنکو سلام

فنائے کلّی تجلّیٔ ذات سے حاصل
یہی رکوع و سجود یہی ہے میرا قیام

مقامِ قرب بفضلِ خدا بعید نہیں
کہ ہیں حضورؐ کے ادنیٰ و خاکسار غلام

رہِ سلوک کٹھن ہے تو دلفریب بھی ہے
ہر ایک گام پہ سمجھو ابھی تلک ہوں خام

جنونِ عشق جو ٹھہرا ہے بیکران تو پھر
تلاشِ یار میں کیسا قرار و قیام

ہجومِ اشک، دلِ مضطرب کی یہ رقّت
عجب نہیں کہ ہو خاورؔ یہ حاضری کا پیام

❖

☆

نُطق و سمع ہیں ہمکلام، عام سا حال بھی نہیں
یارو! یہ کیا مقام ہے؟ مثبت نہیں نفی نہیں

کوئی کہے تو کیا کہے؟ چُپ ہی رہے یا رو پڑے
عرض گو ان کہی سہی، عرض پر ان سُنی نہیں

عین وصال کا ہے نُور، جلوہ فشاں ورائے جہت
ہر شے کی آگہی تو ہے، اپنی ہی آگہی نہیں

مظہر ذات اور صفات! نُورِ مبین کائنات!
تجھ پہ اگر یقیں نہ ہو، قلب میں روشنی نہیں

حاصلِ عشق ہو تمھی، مقصدِ زیست ہو تمھی
تیرے بغیر جانِ جاں! طبع کہیں جمی نہیں

در پہ ترے جو آ گئے، گویا مراد پا گئے
ہر دو جہاں سے بے نیاز، خوف نہیں غمی نہیں

عشق جسے عطا ہوا۔ فرد ہوا بقا ہوا
راضی ہوا، رضا ہوا۔ یعنی کوئی کمی نہیں

جُود و کرم ہے بے پناہ، عفو و غفر ہے برملا
آپ کی بارگاہ "عطا"۔ جس میں "نہیں" کبھی نہیں

خاؔور نبی کے یہ غلام، خوب ہیں واقفِ مقام
خَم بہ محبت و ادب، شاملِ بندگی نہیں

❖

☆

حبیبی! مظہرِ شانِ خدائی! اُجاگر از تُو نُورِ کبریائی
فروغ و نظمِ ہستی، ہستیء تو بہ محبوبی ہویدا مصطفائی
ہمہ عالم منوّر از دمِ تست تجلّی۔ نورِ حق۔ جلوہ نمائی
زہے ایں قوت وشوکت وقدرت بہ امرِ حق نگوں جملہ خدائی
رحیمے کافۃ الناس و ہدایت میّسر ہر کسے را راہنمائی
عجب نادر و یکتا شاہِ شاہاں بایں "الفقر فخری" با غنائی
کلامِ حق۔ اتم خُلق و شمائل یگانہ شاہکارِ دلربائی
بکُن روشن شبِ تارِ غریباں بیآ اے جانِ جاناں! تو کجائی؟

مسِ خام ست خاور۔ یک نگاہے!
شود پارس ز نظرِ کیمیائی

❖

مرکزِ حسنِ جستجو آؤ!
جانِ تکمیلِ آرزو آؤ!
جی رہا ہوں اِسی تمنّا میں
بے حجابانہ روبرو آؤ

❖

☆

رُخِ منوّر جمال آرا۔ نظر نظر میں بسا ہوا ہے
سکونِ دردِ دلِ فقیراں، ترا تبسّم تری نگہ ہے

تمہی ہو اولِ نُور و خلقت، ھُدیٰ و رحمت، خدا کے مظہر
یہی تقاضائے آفرینش، ظہورِ کنزِ خفی ہوا ہے

تجلّیوں کا ورود قائم حقیقتوں کا شہود دائم
رموز اوحیٰ سے متصف دل۔ حضورِ حق دید آشنا ہے

وصال و قُربت کی محویّت میں، نہ پلک جھپکی نہ سمت بدلی
زماں مکاں کا طلسم ٹوٹا۔ عروجِ عبدہٗ ہوا ہے

ترے تصوّر میں محو رہنا۔ ترے اشاروں پہ جینا مرنا
حصول و منزل تمہارا دم ہے۔ تمہاری ہستی ہی رہ نما ہے

تری اطاعت ہے اصلِ ایماں۔ تری محبت متاعِ کُل ہے
یقینِ کامل جنوں کی حد تک کہ ترا در ہی پناہ گہ ہے

نفس نفس جبکہ بے عمل ہے۔ ضمیر اپنا خجل خجل ہے
عطا و بخشش کی بارشوں میں۔ ترے کرم کا ہی آسرا ہے

مرے عزیزو! مرے رفیقو! مزید مانگو مزید مانگو
بھرے خزانے یہ کم نہ ہوں گے۔ ازل سے رحمت کا در کھلا ہے

حضورؐ ہی کی رضا میں خاورؔ نہاں ہے بیشک رضائے داور
یہی وسیلہ و واسطہ ہی، فلاحِ دارین و حق رسا ہے

❖

اے عشق! وہیں لے چل

طیبہ کی زمینِ پاک، ہر آنکھ کا تارا ہے
فیضان کا مرکز ہے، انوار کا دھارا ہے
تسکین کا یہ مرکز، ہر دل کا سہارا ہے
ہم عشق کے ماروں کی بس یہ ہی تمنا ہے
اے عشق وہیں لے چل
اے عشق وہیں لے چل

سرکار کی گلیوں میں، سرکار کی راہوں میں
رحمت کی گھٹاؤں میں، رحمت کی پناہوں میں
خوشبوؤں کی کیف آور، بھرپور ہواؤں میں
ہم عشق کے ماروں کی بس یہ ہی تمنا ہے
اے عشق وہیں لے چل
اے عشق وہیں لے چل

ہر نقشِ کفِ پا کا، قائم ہے اثر ایسا
ہر ذرۂ خاکی ہے، خورشید کا ہم پایہ
اور گنبدِ خضرا کا پُر نور خنک سایہ
ہم عشق کے ماروں کی بس یہ ہی تمنا ہے
اے عشق وہیں لے چل
اے عشق وہیں لے چل

اُس ارضِ مقدّس پر، وہ اُن کا خرامِ ناز
اقدام کی آہٹ میں، نغمات کا سوز و ساز
ہر گام پہ رحمت اور، انوار کے در ہیں باز
ہم عشق کے ماروں کی بس یہ ہی تمنا ہے
اے عشق وہیں لے چل
اے عشق وہیں لے چل

محراب کو منبر کو، جالی کو کبھی چوموں
ہر باب مبارک کی دہلیز کو بھی چوموں
پھر ارضِ منور کی اُس خاک کو ہی چوموں
ہم عشق کے ماروں کی بس یہ ہی تمنا ہے
اے عشق وہیں لے چل
اے عشق وہیں لے چل

ہے سوزِ بلالیؓ بھی، محفوظ۔ اذانوں میں
مقصودِ حنانہ ہے، گریہ کی زبانوں میں
آدابِ رسالت ہیں ملحوظ بیانوں میں
ہم عشق کے ماروں کی بس یہ ہی تمنا ہے
اے عشق وہیں لے چل
اے عشق وہیں لے چل

اشکوں کے تلاطم میں، آہوں کی حرارت میں
دردِ دلِ مضطر کی، تسکین بشارت میں
بے تاب نگاہوں کی، امید زیارت میں

ہم عشق کے ماروں کی بس یہ ہی تمنا ہے
اے عشق وہیں لے چل
اے عشق وہیں لے چل

خوشنودیٔ مولا ہے' مولا کی اطاعت میں
دارین کی بہبودی' اک نظرِ عنایت میں
خوشخبری شفاعت کی' روضے کی زیارت میں
ہم عشق کے ماروں کی بس یہ ہی تمنا ہے
اے عشق وہیں لے چل
اے عشق وہیں لے چل

کہتی ہے جسے دنیا' سودائی و شیدائی
اب اُس کی تمنا کو' حاصل ہو پذیرائی
اِس آس پہ زندہ ہے' یہ خاورِ سودائی
ہم عشق کے ماروں کی بس یہ ہی تمنا ہے
اے عشق وہیں لے چل
اے عشق وہیں لے چل

❖

ہیں ذاتِ حق کے مظہرِ کُل' نُورِ اولیّن
خاور انہی کی نعت ہو' یا رب انہی کا ساتھ
دائم رُخِ حضورؐ ہی پیشِ نظر رہے
زانکہ جمالِ سیّدِ کُل ہے جمالِ ذات

☆

جو آستاں پہ غریب الدیار بیٹھے ہیں
ترے کرم کے ہی امیدوار بیٹھے ہیں

نزولِ رحمتِ باری، تجلّیوں کا ظہور
یہیں اے رحمتِ پرودگار! بیٹھے ہیں

کبھی ادھر بھی تو انظرنا یا حبیب اللہ
درِ حضورؐ پہ کچھ مست وار بیٹھے ہیں

بہ انقطاعِ دو عالم مراقبانہ کیفیت
سرور و جذب میں دیوانہ وار بیٹھے ہیں

ورائے صبر و شکیبا یہ تیرے شیدائی
برائے دید سرِ راہ گذار بیٹھے ہیں

یہ شانِ فرطِ ادب ترے فقیروں کی
ہیں بے قرار مگر برقرار بیٹھے ہیں

ازل کا وعدہ تھا قول و قرار پر موقوف
اِسی کے پابند طاعت شعار بیٹھے ہیں

ذرا سا فیضِ تجلیّات ہم پر بھی
نظر ہے در پہ جمی، شہریار! بیٹھے ہیں

زہے نصیب یہ خاور قلندری نسبت
کہ تیرے جیسے بھی یاں خاکسار بیٹھے ہیں

☆

رُخِ انور مری دوا ہو گی — تیرے آنے سے ہی شفا ہو گی
جلوۂ حسن کی تو حد ہی نہیں — دید کیوں سیر آشنا ہو گی
جی رہا ہوں اس انتظاری میں — مِری جانب بھی چشم وا ہو گی
اک شہود و حضور کا عالم — لذّتِ وصل برملا ہو گی
مرکزِ نُور! اے ہمہ تن نور! — تیرے پرتو سے ہی جلِا ہو گی
یک نظر مجھ پہ خواجۂ عالم! — یہ بہا ہی تو بے بہا ہو گی
جانتا ہوں کہ باریابی بھی — آپ چاہیں گے پھر عطا ہو گی
ہر نفس میں ہے یاد کی خوشبو — یہی تسکیں کا آسرا ہو گی
بے نیازی بجا سہی، لیکن — کس طرح یہ قضا ادا ہو گی؟
حشر میں ہو اشارۂ ابرو — میری بخششِ جبھی روا ہو گی

منتظر قُرب کے رہو خاور
آہ یہ بالیقیں رسا ہو گی

❖

عرفان تیرا حاصل گو ہو سکا نہ اب تک
مولیٰ یہ تیری مرضی، یہ تیری بے نیازی
مایوس کیوں ہوں جبکہ رحمت وسیع ہے تیری
آخر اثر کرے گا یہ سوزِ نے نوازی

❖

☆

تشریف جو لائے ہیں، پروانوں کے جُھرمٹ میں
اک وجد کا عالم ہے، مستانوں کے جُھرمٹ میں

راہوں میں فضاؤں میں، یوں پھیلی ہیں خوشبوئیں
ہر سانس مہک افزا، انسانوں کے جھرمٹ میں

اُٹھے ہیں حجاب آخر، ہے گرمِ تماشا حسن
ارمان ہوئے رخصت، ارمانوں کے جھرمٹ میں

از گوشۂ چشم مست، دل زندہ و پائندہ
آثارِ حیاتِ نو، بے جانوں کے جھرمٹ میں

پیمانے کی حاجت کیوں؟ اِس بزم میں میکش کو
جب نشہ ہے چھلکا خود، پیمانوں کے جھرمٹ میں

یوں حسن ہے جلوہ گر، ہر آن ہے افزوں تر
حیرت ہے تماشا زا، دیوانوں کے جھرمٹ میں

یہ حسنِ تجلّی کے، پرتو کا اثر دیکھو!
اک نور کا ہالہ ہے، پروانوں کے جھرمٹ میں

ادراک بھی ہر شے کا، باطن سے بھی آگاہی
کیا علمِ لُدنی ہے! ''انجانوں'' کے جھرمٹ میں

محفل میں بُلا بھیجیں، اِس آس میں ہے خاور
سہما ہوا ایستادہ، دربانوں کے جُھرمٹ میں

❖

☆

سرِ آستاں ہوں گدایانہ حاضر — بصد عاجزانہ فقیرانہ حاضر
بڑا بے عمل ہوں، بڑا ناسزا ہوں — مگر ہوں بقلبِ منیبانہ حاضر
سفر ماندہ، خستہ گریباں دریدہ — غریب الوطن ہوں غریبانہ حاضر
یہ فخرِ غلامی، سلاسل سے نسبت — اِسی دھن میں شاداں یہ مستانہ حاضر
جو ہر دم ہے مشتاقِ دیدِ رُخِ حق — وہی مست، آوارہ، دیوانہ حاضر
اے نوُر، علیٰ نور! نورِ مجسّم! — گدا بہرِ انوارِ جانانہ حاضر
زہے دل پہ وارد ہو برقِ تجلّی — سرِ مرکزِ نور، پروانہ حاضر
سراج المنیر ے! رؤف الرحیم! — ہوں بہرِ نگاہِ شفیقانہ حاضر
یہ بیمار بے بس، یہ لاچار بے کس — برائے علاجِ مسیحانہ حاضر

سیہ کار خاورؔ خطا کار خاور
بامیدے چشمِ کریمانہ حاضر

❖

آپ کے در کا جو بندہ ہو گیا
خود نگر اور حق شناسا ہو گیا
فخرِ سلطانی۔ غلامی بن گئی
تاجورِ مُلکِ ابد کا ہو گیا

❖

☆

بظاہر وہ دل میں نہاں ہو گئے ہیں
مگر آنسوؤں سے عیاں ہو گئے ہیں

یہ انمول آنسو' دلِ ناشکیبا!
سبک ہو گئے یا گراں ہو گئے ہیں؟

یقیں ہے کسی دن کریں پاسداری
یہ مانا کہ ہم بے زباں ہو گئے ہیں

یہ جذبِ جنونِ دروں اللہ اللہ!
کہ قلب و نظر ہم عناں ہو گئے ہیں

اسیرِ مکاں ہیں وہ کیا ہم صفیرو!
جو پروردۂ لامکاں ہو گئے ہیں؟

فلک بھی زمیں اب ہے اُن کی نظر میں
حقیقت کے جو ترجماں ہو گئے ہیں

محبت' اطاعت کے ڈھنگ اُن سے سیکھو
جو اصحابؓ و غوثِ زماںؒ ہو گئے ہیں

وجود اِن کا رحمت' ہدایت' کرامت
بہر رنگ وجہِ اماں ہو گئے ہیں

یہ کس کی نظر کا ہے فیضان خاور؟
کلام و بیاں کُن فکاں ہو گئے ہیں

❖

☆

آستاں پر فقیر آئے ہیں
من کا دیپک جلانے لائے ہیں

اِک تجلّی نگہِ نبوت کی
نور سے نور ہونے آئے ہیں

انکساری و عاجزی و نیاز
یہی پلّے تھا' جو کہ لائے ہیں

کیا حقیقی پناہ گہ ہے! جہاں
رحمتوں کے گھنیرے سائے ہیں

زندگیء دوام ہے اُن کی
تربیت جو نگہ سے پائے ہیں

پل کی رحمت نے محو کر ڈالے
اِس نفس نے جو ظلم ڈھائے ہیں

شانِ عفو و غفر کا کیا کہنا
داغِ عصیاں کے سب مٹائے ہیں

اُف یہ جوشِ طلب' تڑپ جس نے
سیلِ اشکِ رواں بہائے ہیں

حق کے متلاشیوں نے ہی خاور
دلِ روشن ضمیر پائے ہیں

❖

نہ مُلّا کے کلامِ بے اثر سے
نہ حاصل مکتبی علم و ہنر سے
خدا کی دین ہے علمِ لَدُنّی
عطا ہوتا ہے فیضانِ نظر سے

❖

☆

بظاہر تو سوئے حرم دیکھتے ہیں
حقیقت میں تمہی کو ہم دیکھتے ہیں

ہر اک لمحہ لمحہ، ہر اک لحظہ لحظہ
نفس در نفس، دم بدم دیکھتے ہیں

ہمہ نور چہرہ، تجلّی سراپا
فروزاں فروزاں بہم دیکھتے ہیں

ہے مخزنِ اسرار سینہء اطہر
نوشتہء لوح و قلم دیکھتے ہیں

رجوعِ خلق بھی، گہے مع اللہ
وہ ہر شان کا زیر و بم دیکھتے ہیں

عطا ذاتِ حق کی ہے جلوہ فشانی
ازل کی حقیقت اتم دیکھتے ہیں

یہ دیدۂ بینا۔ بصر اللہ اللہ!
تقاضائے ہست و عدم دیکھتے ہیں

وہ حسنِ حقیقت ہے جن کی نظر میں
وہ کب حور و غلماں، ارم دیکھتے ہیں

ہو عرشِ علی بھی نہ برکت سے محروم
جو نعلین زیرِ قدم دیکھتے ہیں

نہ جس آن ہو قلب کو تابِ جلوہ
تو ہم اپنی آنکھوں میں نم دیکھتے ہیں

غضب پر جو رحمت کا غلبہ ہے خاور
یہ اعجازِ چشمِ کرم دیکھتے ہیں

قطعات

صدیقؓ جانِ صدق و صفائے محمدؐ است
فاروقؓ شانِ عدل و عطائے محمدؐ است
عثمانؓ فخرِ فقر و غنائے محمدؐ است
حیدر نشانِ علم و سخائے محمدؐ است

☆

اللہ رے اوراد و وظائف کے کمالات
ہیں قلب و زباں اور جوارح بہ مناجات
ہے جس کا ہر اک سانس فقط یادِ الٰہی
وہ خاک کی آغوش میں بھی محوِ عبادات

☆

بیتاب ہو گیا ہوں کہ بس دیکھتا رہوں
دیکھا ہے جب سے چہرۂ انور حضورؐ کا
کتنا وہ کم نصیب ہے جس نے ابھی تلک
دیکھا نہیں ہے جلوۂ انور حضورؐ کا

☆

خلق کو بے منّت و احسان عطا کرتے ہیں
آؤ! ہم شکرِ خدا مل کے ادا کرتے ہیں

نعمتوں کے ہیں قاسم بہ عطائے ربی
حاجتوں سے کہیں بڑھ کر وہ عطا کرتے ہیں

ہر لمحہ جود و سخا کا ہے صدقہ جاری
سب کو دیتے ہیں، ہمیشہ ہی دیا کرتے ہیں

در پہ حاضر جو اگر ہو نہ سکے تو پھر بھی
عرض جو دل میں ہے اس کی بھی سُنا کرتے ہیں

وہ تو غمخوار ہیں ایسے اور انمول مسیح
جو کہ بیماروں کی خود آ کے دوا کرتے ہیں

طالبِ دید کو گر دید کی تاب نہ ہو
وہ بھی محروم نہ ہو، خوابوں میں ملا کرتے ہیں

اُمتّی ہونے کے اعزاز پہ ہم ذکر ترا
حمد اور نعت کی محفل میں سدا کرتے ہیں

اذنِ ربی سے ملے رشد و ہدایت اُس کو
دشمنِ جاں کے ستم پر بھی دعا کرتے ہیں

میں بھی خاور ہوں اُسی آقا و مولا کا غلام
جس کے در پہ شہنشہ بھی گدا کرتے ہیں

❖

☆

زندگی تیری یاد کا ہے نام
یہی آغاز ہے یہی انجام

مرکزِ زندگی ہے تیرا وجود
جس کی خاطر ہوا قیام و نظام

تیرے جلوے فزوں سے افزوں تر
لحظہ لحظہ بھی اور صبح و شام

اُس عمل کو ہی خیر کہتے ہیں
تیری مرضی میں جس کا ہو اتمام

اتباعِ حضورؐ سے ''حکمت''
یعنی ''خیرِ کثیر'' کا انعام

استقامت بہ فیضِ چشمِ کرم
عشق کے مرحلے ہیں حال و مقام

وہ جو خطرات قلب پر گذرے
لوحِ محفوظ پر ہوئے ارقام

رب کا اِک ''نامہء محبت'' ہے
یہی قرآں بنامِ خیر الانام

وہی انعام یافتہ ہیں کہ جو
تیرے نقشِ قدم پہ محوِ خرام

مے کشو صبر بھی ہے شرطِ ادب
مل ہی جائے گا تم کو جام پہ جام

یہ وہ دربارِ عالی ہے جس میں
کوئی رہتا نہیں ہے تشنہ کام

ہو نگاہِ کرم کہ حاضر ہے
طالبِ دید خاورِ گمنام

❖

حرمت و توقیر و نصرت، طاعت و عشقِ رسول
الفتِ پیمبراں، اصحاب و جملہ اولیا

مردِ مومن کی یہی بنیادِ ایماں بالیقیں
ورنہ بے دین و منافق اور گم رہ برملا

❖

☆

باریابی کا ہو اِذن طلبگاروں کو
کہ ملے نعمتِ قرب ترے دلداروں کو

والیء ہر کس و ناکس! میرے ملجا مولا!
خوب کملی میں چھپا لیتے ہو لاچاروں کو

اللہ اللہ یہ سخا، داد و دہش بھی اور عطا
وہ بھی ہم جیسے خطا کار سیہ کاروں کو

حاملِ خُلق مبیں! خُلق باخلاق اللہ!
صبغۃ اللہ سے نکھارا سبھی دینداروں کو

علم و حکمت کے امیں! محرمِ اسرارِ الٰہ!
فاش تر کرتے ہو اِذن سے اسراروں کو

تیری مرضی میں ہے جب منشائے ربی پنہاں
بہرِ تعمیل وہی، امر کے ہرکاروں کو

اہلِ ایماں کے لئے ذات کے احسانِ عظیم!
نعمتیں جملہ ملیں تیرے فداکاروں کو

قوت و شوکت و ہیبت کی عجب شانِ جلال
سرد کرتے ہو سدا کفر کے انگاروں کو

ہو کے نادم درِ اقدس پہ جو پہنچیں عاصی
بخشواتی ہے دعا، ایسے خطاکاروں کو

زائرین کو مژدۂ شفاعت ہے تو کیوں؟
خوف دوزخ کا ہو دوزخ کے سزا واروں کو

اُمتی کوئی نہ دوزخ میں رہے گا خاور
کتنی خوشخبری ہے اُمت کے گنہگاروں کو

قطعات

وہی ہیں حقوق العباد و الٰہی
کہ جن کو ہے تیری پذیرائی حاصل
ہوا جو محبت، اطاعت کا پیکر
وہ قد افلح من تزکیٰ کا حامل

☆

ہر دعا کی قبولیت کے لئے
اک بتاتا ہوں نسخۂ اکسیر
اول آخر پڑھو درود شریف
پھر کرو عرض پیشِ ربِ قدیر

☆

جمگھٹا آستانِ اقدس پر
زلفِ دوتا کے ہے اسیروں کا
رُخِ زیبا کا رُخ زہے ہو اِدھر
بخت بن جائے اِن فقیروں کا

☆

وہ سیاحِ مکان و لامکاں ہیں
سراسر رحمتیں ہر جا عیاں ہیں
"الم نشرح لک صدرک" کے حامل
سراپا روحِ امرِ کُن فکاں ہیں

زہے یہ شانِ انوارِ تجلّی
کہ نورِ اولیّنِ این و آں ہیں
صفات و ذات یا افعال جلوے
زِ شانِ وحدت و کثرت عیاں ہیں

نقیب و غیب دانِ بطن و اخفیٰ
معلّم جملۂ اسرارِ نہاں ہیں
کلام و خامشی۔ قرآں، حدیثیں
مشیّت اور رضا کے ترجماں ہیں

یہ فرماں۔ "ما رمیت اذ رمیت"
خدائی قوتیں جلوہ فشاں ہیں
خوشا تربیت و صحبت کا فیضان
صحابہؓ مہر و ماہِ ضوفشاں ہیں

نوازیں گے کبھی خاور، کہ ہم بھی
گدائے بے نوائے آستاں ہیں

❖

☆

جِن و انساں کو ہدایت مرے حضورؐ کی ہے
مومنوں کو یہ سعادت مرے حضورؐ کی ہے
ہر دو عالم میں ملی برکتِ فوز و فلاح
یہ نوازش یہ عنایت مرے حضورؐ کی ہے
جہت ہے قبلہ اور محبوبِ الٰہ قبلہ نما
معرفت میں وساطت مرے حضورؐ کی ہے
نورِ حق جلوہ فگن قلب و نظر میں ہر دم
معجزانہ یہ علامت مرے حضورؐ کی ہے
معطی اللہ ہے تو قاسم ہیں حبیب اللہ
گویا سب جود و سخاوت مرے حضورؐ کی ہے
حق نے بخشی ہے انہیں سب خزانوں کی کلید
لِلّٰہ الحمد حکومت مرے حضورؐ کی ہے
عاصیو! رحمتِ مولا کا پکڑ لو دامن
کہ عبادت میں اطاعت مرے حضورؐ کی ہے
بخشوا لیں گے اُسے جس کو چاہیں گے حضورؐ
حشر کے دن تو شفاعت مرے حضورؐ کی ہے
کتنے خوش بخت ہو خاور کہ ہو صاحبِ نسبت
کہ طریقت اور حقیقت مرے حضورؐ کی ہے

❖

☆

جس حال میں جس رنگ میں اے جان رہیں گے
جو دل پہ گذرتی ہے فقط تجھ سے کہیں گے

طیبہ کی ہوائیں ہوں کہ بطحا کی فضائیں
ہر سانس میں اُلفت کا نیا رنگ بھریں گے

اے خاکِ حرم! بلد امیں ہو کہ مدینہ
ہر نقشِ کفِ یار کو آنکھوں پہ ملیں گے

مانا کہ نہیں جسم تری ارض کے قابل
جاں تجھ پہ ہے قرباں، کہ مریں گے تو جئیں گے

اِس جسم کے ذرّے ہیں ترے عشق سے قائم
بن بن کے بگولے تری راہوں میں اڑیں گے

دم سادھے کھڑے ہیں کہ پلکیں بھی نہ جھکیں
ہم قلب و نظر سے ترا دیدار کریں گے

او شُرطہء ناداں! پرے ہٹ، حضرتِ خاور
بن چُومے ہی جالی کو بھلا یاں سے ٹلیں گے؟

❖

ہے جہادِ اصغر و اکبر ہماری زندگی
دینِ محکم ملتِ بیضا کی یہ بیّن نہاد
ہے یہی فرمانِ ربی اور یہی حکمِ رسول
فی سبیل اللہ جہاد و فی سبیل اللہ جہاد

❖

☆

آپ کا دم بشارتوں کا نزول مصطفائی وساطتوں کا نزول
ہر دو عالم میں جاری و ساری آپ کی ہی صباحتوں کا نزول
چشمِ بینا ہی دیکھ پاتی ہے نورِ حق کی لطافتوں کا نزول
اک جھلک اور اک نگاہِ کرم دل کی تسکیں طراوتوں کا نزول
روح کی سیر، قلب میں انوار مؤمنوں پر سعادتوں کا نزول
سائلوں کے ہجوم بے پایاں بے محابا عنایتوں کا نزول
نعمتوں کی عطا بلا تخصیص اللہ اللہ سخاوتوں کا نزول
جن کا ایماں۔ ہو شافعِ محشر اُن پہ ہو گا شفاعتوں کا نزول

لے کے قلبِ سلیم جو آئے
اُن پہ خاور ہدایتوں کا نزول

❖

مانگتا ہے قمیصِ بابرکت
وہ رئیس المنافقین اُبی
نسبتِ پاک کے ہیں منکر کیا
بڑھ کے اسفل مِن سافلین اُبی؟

❖

☆

اے کہ ہے تیرا نامِ پاک، ہم رہِ اسمِ ذاتِ پاک
بہرِ ظہورِ سِرِّ ذات، پردۂ غیب چاک چاک

یہ وہ وجودِ بے مثل، پردۂ ظاہری بشر
نور ہی نور جسمِ پاک۔ نورِ خدا سے تابناک

انسان، بشر یا آدمی اور مقامِ عبد بھی
تجھ سے ہی فخرِ امتزاجِ آب و نار و باد خاک

دی وہ خدا نے برتری، ختم ہوئی پیمبری
کس کو مجالِ ہمسری دعوئے غیر سر بخاک

جنبشِ لب سے معجزے جاری و ساری و عیاں
ظاہر و بطن حق بہ حق، ہر شے تمہی سے تابناک

عرقِ بدن ہے عطر ریز، راہگذر ہے عطر بیز
عالمِ ہست مشک خیز، اللہ رے شانِ جانِ پاک

پیکرِ رحمت و عطا! مشکل کشا! جہاں پناہ!
مشکل ترین عقدہ ہا آپ کے دم سے چاک چاک

بیت اللہ و روضہ پاک، اطہر ہیں دونوں ہی مگر
جسم سے مس ہے جو کہ خاک برتر زفرش و عرشِ پاک

بہرِ زیارتِ حضورؐ خاور ہے در پہ منتظر
للہ قبول کیجئے، یہ عرض و آہِ دردناک

❖

☆

حالِ دل رو کے سنانا، میری منزل ٹھہری
اُن کو ہر طور منانا، میری منزل ٹھہری

گرچہ کاندھوں پہ گناہوں کا ہے اک بارِ گراں
تیری رحمت کا بہانہ، میری منزل ٹھہری

ذرّے خورشید نما، نور حقیقت افزا
جلوہ تاباں یہ سُہانا، میری منزل ٹھہری

ایک پل کی بھی جدائی کی مجھے تاب نہیں
کہ حضوری، دیدِ جاناں، میری منزل ٹھہری

قُربتِ خاص میسّر رہے اے بندہ نواز!
آپ کا اپنا بنانا میری منزل ٹھہری

اُڑ کے پہنچے گی وہیں مُشتِ غبارِ ہستی
جبکہ خاکِ درِ جاناں، میری منزل ٹھہری

جسمِ خاور کا ہے کیا، دل وہاں، روح وہیں
درِ اقدس ہی ٹھکانا میری منزل ٹھہری

❖

دافعِ رنج و بلا مشکل کشا!
ہر گھڑی تیرا میسر ساتھ ہو
ہاتھ تیرا درحقیقت رب کا ہاتھ
مشکلوں کے حل میں تیرا ہاتھ ہو

❖

☆

حبیبِ پاک ہیں فضل و کرم کی بیّن دلیل
خدا کی رحمت و عرفاں کا واسطہ و سبیل

حدیثِ قدسی کہ اللہ جمیل ہے۔ یحب الجمال
حضورؐ صانع کے لاریب شاہکار جمیل

ہے آسمانی کتب میں بھی اسمِ پاک ان کا
یہی بشارتِ عیسیٰ و موسیٰ۔ دعائے خلیلؑ

لَقَد مَنَّ اللّٰہُ عَلَی المُومنین اذبعث
زہے یہ احساں در احسانِ ربِ جلیل

احاطہ ان کے مراتب کا ہو نہیں سکتا
صفات و ذات کے مظہر یہ بے مثال و مثیل

عجب یہ اعجاز و فیض ہے کہ اِن کے غلام
ہمہ صفات سے موصوف' رب کی دلیل

ہیں بامراد و مقرّب و زندۂ جاوید
ہوئے حضورؐ کی حرمت پہ جو شہید و قتیل

حضورؐ ہی کی زیارت' حضورؐ ہی کا ساتھ
ہے قلب و جاں کی تمنا۔ یہی بوقتِ رحیل

"درودِ پاک ہزارہ" کا ہدیۂ خاور
قبول ہو اے حبیبِ ذوالجلال و جلیل

❖

☆

معطّر ہیں فضائیں اور ہوائیں پتہ دیتی ہیں، تیری راہیں
طمانیت سرور و کیف بردار خرامِ ناز کی آہٹ، ادائیں
مہک وہ بھینی بھینی مشک آمیز کہ دل خود اس طرف ہی کھنچتے جائیں
بہم پہنچا رہی ہیں راہنمائی زبانِ حال سے گویا صبائیں
نشاں ہائے کفِ پا بھی منوّر کہ آسانی سے تجھ تک بار پائیں
خوشا بختے جو پہنچے ہیں بہ منزل کہ مانگیں تجھ سے اور خالی نہ جائیں
ہر اک ساعت قبولیت سے لبریز اِسی مژدہ پہ رقصاں ہیں دعائیں
کوئی نعمت نہیں ہے اِس سے بڑھ کر ترے منگتے فقط تجھ کو ہی چاہیں

کرو گِر کر درِ اقدس پہ خاور
زیارت۔ معیّت کی التجائیں

❖

ایمانِ حق بر رسالت و توحید
رحمت، ہدایت غفر کی نوید
توفیقِ اعمال و سعی ہو مقبول
من جانب اللہ سعادت مزید

❖

☆

تری نگہ میں جو آئے وہ لاجواب ہوئے
تجھے ماہتاب اگر تو آفتاب ہوئے

تری اطاعت سے عرفان و معرفت ممکن
جو تجھ سے دور رہے خستہ و خراب ہوئے

تمہی ہو نورِ ھُدیٰ، تمہی ہو خیرِ کثیر
ترے طفیل عمل خیرِ بے حساب ہوئے

ہے عشق و محبت حقیقتاً وہبی
کمالِ کسب نہیں، عطا سے باریاب ہوئے

کتاب و سنّت و دیں پر عمل پیرا
ولی ہوئے اصحابِ آنجنابؐ ہوئے

وہ جن کی شان ہے "سیماھم فی وجوہِھم"
منارِ رشد و ہدایت و خودِ کتاب ہوئے

وسیلہ شرط ہے راہِ سلوک میں خاور
کہ صاحبانِ ارادت ہی کامیاب ہوئے

❖

حضرتِ انساں نہیں بے دست و پا
اختیار اُس کو "ارادہ" کا ملا
ہے سزا یا کہ جزا از روئے عدل
مستحق اپنے عمل سے خود ہوا

❖

☆

تزکیہ نفس کا عبادت سے　　رنگ لاتا ہے پھر اطاعت سے
نارسا تھی حقیقتِ عرفاں　　ہوئی ممکن تری وساطت سے
دل کی تسکیں، نظر کا نور　　گوشہء چشم کی رعایت سے
دل کے ارماں نکل گئے سارے　　رخِ زیبا کی بس زیارت سے
عالمِ خلق فیض یاب تمام　　میرے مولا کی ہی سخاوت سے
آفرینش، وجودِ ہست۔ نظام　　جانِ جاناں کے دمِ سیادت سے
خیر الاعمال کی قبولیت　　حاصل ہوتی ہے بس اطاعت سے
اُمتی رحمتِ مجسم کے　　ہیں مشرف، فقط عنایت سے

بے بضاعت تھا خاورِ عاصی
پر وہ بخشا گیا شفاعت سے

❖

اے احد ذات و صمد، لائقِ حمد و ثنا
کس طرح بندۂ ناچیز کرے شکر ترا
تیرے قابل ہی نہیں میرے یہ بے ڈھب سجدے
اے رحیم و کریم! تو ہی بخشش فرما

❖

☆

وہ جو نگاہِ ناز پہ قربان ہو گئے
رُشد و ہدیٰ کے نور کا سامان ہو گئے

انسان بھول میں ہوں، بھٹکنے کا احتمال
اور اُنس میں اگر ہوں تو انسان ہو گئے

شاید اِسی کو کہتے ہیں تسلیم اور رضا
ہو کر سُپرد یار کے، بے جان ہو گئے

بعد از فنا۔ مقامِ بقا کو ہے برتری
کامل جو تھے، نزول سے ذی شان ہو گئے

قربِ حریم ناز، ولایت سے بہرہ ور
''کُــــــن'' کے عمل میں یار کا فرمان ہو گئے

خلقِ خدا کے مونس و ہمدرد، چارہ ساز
اللہ کا فضل و لطف اور احسان ہو گئے

تقدیر ساز حکمتِ ربّی کے داعیان
ٹوٹے ہوئے دلوں کا تو درمان ہو گئے

نسبت کا فیض دیکھیے یہ طالبانِ حق
فیضِ نظر سے صاحبِ عرفان ہو گئے

خاؔور جو لمحے بیتے ہیں اِن اولیاء کے تحت
فوز و فلاح و حاصلِ ایمان ہو گئے

❖

☆

عشق ہی کی یہ پاسداری ہے　　زندگی ہر قدم پہ ہاری ہے
تیرا درویش تیرا طالب ہے　　بس یہی اک بساط ساری ہے
مٹ گئیں دل سے آرزوئیں تمام　　دردِ پیہم کی پائیداری ہے
سوز بھی ساز بن کے اُبھرا ہے　　بے قراری ہی برقراری ہے
تیری آمد کی خوش خبر پر بھی　　کیوں مسلسل یہ اشکباری ہے؟
کچھ عجب سی ہے کیفیت طاری　　خامشی میں بھی آہ و زاری ہے
ایک ہنگامہ دل میں برپا ہے　　پر بیاں سے زبان عاری ہے
کیا انوکھا ہے عشق کا اسلوب　　خاکساری میں شہر یاری ہے
پُر سکوں ہو کہ بے سکوں خاور؟
چہرہ روشن ہے، سانس بھاری ہے

❖

تو نہ مجھے سمجھ سکا، میں نہ ہوں تیرا ہم نوا
دونوں کے نظریات میں فرق زمین و آسماں
تیری نگہ میں جان و تن، میری نگہ میں روح و من
کس طرح ہوں پھر ہم زباں، کس طرح ہوں پھر ہم عناں؟

❖

☆

مختصر زندگی کے نام بہت کم ہے فرصت مگر ہیں کام بہت
عزم و ہمت اور حوصلہ ہو اگر مے کشوں کیلئے ہیں جام بہت
لذتِ وصلِ یار کی صحبت ایک لمحے کا بھی قیام بہت
یہ اُنہی کی کرم نوازی ہے ورنہ ملتے ہیں کب پیام بہت
کتنے خوش بخت ہیں جو کرتے ہیں حُرمتِ دیں کا اہتمام بہت
عشق اللہ نبی کا دل میں نہ ہو بے اثر سجدہ ہا و قیام بہت
مقصدِ زیست ہو جبھی حاصل معرفت کا ہو التزام بہت
ہے درود و صلواۃ۔ فوز و فلاح پیشِ خدمت کرو سلام بہت

کامل انسان کے لئے خاور
لامکاں سے پرے مقام بہت

احتسابِ نفس

محاسبہ اپنے نفس کا کرو لحظہ لحظہ!

دن ہے ڈھلنے کو مسافر بھی ہے تنہا تنہا
رستہ انجانا سا ہر گام پہ خطرہ خطرہ
لب ہیں خاموش تو آنکھوں میں ہے قطرہ قطرہ
جو کہ پوشیدہ ہے دل میں کہیں دریا دریا
ہر نفس بارِ گراں گویا ہے لمحہ لمحہ

نے کوئی زادِ سفر، چلتا ہے تو ڈرتا ڈرتا
سہم کر کبھی بڑھتا، کبھی وہم سے رُکتا رُکتا
اک عجب سا دلِ بے چین کو دھڑکا دھڑکا
رہروِ شوق تو ہے، پھر بھی ہے خستہ خستہ
عشق دیتا ہے مگر حوصلہ رفتہ رفتہ

اپنی لغزش و خطاؤں پہ بھی حیراں حیراں
ہیبتِ پُرسشِ اعمال سے ترساں ترساں
عدل کے خوف سے حد درجہ ہے لرزاں لرزاں
اشک آنکھوں سے رواں مانندِ باراں باراں
رُخ گہے سوئے فلک، دست ہیں بستہ بستہ

دل میں اک آس کی شمع بھی ہے روشن روشن
جس میں شامل ہے شفاعت کا بھی روغن روغن
عفو و رحمت اور غفر بھی ہیں فرداً فرداً
جو فقط دینِ محمدؐ ہی کا جوبن جوبن
خاورؔ اعمال کا لو جائزہ لمحہ لمحہ

حاسبہ اپنے نفس کا کرو لحظہ لحظہ!

❖

منقبت

دیکھو میاں غلام محمد کا فیض عام!
ہیں طالبانؑ دونوں جہانوں میں شاد کام

احکامِ دین و سنتِ نبوی کے ساتھ ساتھ
عرفان و معرفت کی عطا بھی ہے تام تام

اوراد کے اثر سے ہے ایسا سکونِ دل
اک لذّتِ لطیف دہن میں بھی کام کام

اور انتہائے شوق میں پروازِ روح کو
حاصل عروج اِن کی وساطت سے بام بام

دستِ کرم دراز ہے ہر تشنہ کام کو
تسنیم و سلسبیل کے ملتے ہیں جام جام

تلقین اور نگاہ کے اعجاز دیکھیے
شیطانی وسوسوں کے سب کٹتے ہیں دام دام

حفظ و اماں میں صاحبِ نسبت ہے اِس طرح
ابلیس کا ہر داؤ ہے ناکام و ناتمام

اللہ رے نصیب مریداں کہ ہر کوئی
سرکارِ دو جہاں کی زیارت سے شاد کام

خاؔور! یہ میرے پیر کے مرشد کا فیض ہے
خوشنودیء حبیبؐ کا مژدہ ہے گام گام

''انسان ہی تو ہوں''

دنیا کی خواہشوں سے مبرّا نہیں ہوں میں
انسان ہی تو ہوں کہ فرشتہ نہیں ہوں میں

کہتا تو ہوں زباں سے بڑے ہی پتے کی بات
مانا عمل کی رو سے گو ایسا نہیں ہوں میں

ذومعنی گفتگو میں سیاست کی چاشنی
وعدے کا جن کو پاس ہے اُن سا نہیں ہوں میں

ہر حال و قال میں زباں دل کی ہو رفیق
یارو! کچھ اس قدر بھی تو بودا نہیں ہوں میں

یہ کیا؟ امانتوں میں دیانت کا ہو چلن
اس نظریے پہ کاربند واللہ نہیں ہوں میں

لے کر اُدھار واپسی کا فکر ہو مجھے
ایسا خیالِ خام تو لاتا نہیں ہوں میں

''لبیک'' اور ''بلیک'' ہیں لفظوں کا ہیر پھیر
امر و نہی میں فرق کچھ رکھتا نہیں ہوں میں

کھیتی ہو کاروبار ہو یا کسب و چاکری
قدروں کا کوئی پاس بھی کرتا نہیں ہوں میں

بھولا ہوا کہو کہ بھٹکا ہوا کہو
انسان ہی تو ہوں کہ فرشتہ نہیں ہوں میں

خاوری چٹکلے

طنز و مزاح

(1999ء تا 2001ء)

پیشِ خدمت چٹکلے ہیں کچھ مزید
تازہ تازہ خستہ اور لذیذ
غور کیجیے بہرِ احساسِ زیاں
ہے یہی پیشِ نظر مقصد عزیز

خاور سہروردی

قطعات

نہ کہیں غیرتِ ملی نہ کہیں دیں کا چلن
وہی افرنگ کے دلدادہ بنے ملک مشیر
''تھا جو ناخوب بتدریج وہی خوب ہوا
کہ غلامی میں بدل جاتا ہے قوموں کا ضمیر'' اقبالؒ

☆

کیا عجب صورتِ حالات سرِ بزم ہوئی
دل میں اظہارِ حقیقت کی ہی آتش دہکی
گویا کچھ دیر کو جاگی تھی جو آوازِ ضمیر
مصلحت سے وہیں دل میں ہی پھر جا دبکی

☆

پاپ سنگر۔ مُرلی دھر۔ چمٹا نواز
نیم عریاں ڈانسر۔ سیمیں بدن
اِن کے فن سے ماشاء اللہ زندہ باد!
شانِ ملک و دین ناموسِ وطن

☆

کچن بھی ماڈرن اب ہو گیا ہے
نہیں دو وقت تپتا چولہا گھر پر
مسز جو ماڈرن ہیں ماشاء اللہ!
تو لے آتے ہیں صاحب پیزہ۔ برگر

☆

ہوس پرستوں سے ملک گُلبہء آفات
فتح ہوا کبھی بہرِ تلافیء مافات
"بدل کے بھیس پھر آتے ہیں ہر زمانے میں
اگرچہ پیر ہے آدمؑ جواں ہیں لات و منات" اقبالؒ

☆

تختہ و لحخت کرنے والوں کو
بخشتے تخت بار بار ہیں ہم
بے گناہ ہے یہ حکمراں ٹولہ
سچ تو یہ ہے قصور وار ہیں ہم

☆

جن کا شعار خدمت و ایثار و خیر تھا
عنقا ہوئے صد حیف وہ اب پاسبانِ قوم
ووٹوں کے ساتھ آج جو نوٹوں کا ہے چلن
یہ تاجرانِ قوم ہیں یا غاصبانِ قوم؟

☆

اُف وہ انداز ساربانوں کے
دل دہلتے تھے حکمرانوں کے
ضابطہ ہے نہ اب کوئی قانون
بول بالا ہیں "مہربانوں" کے

❖

طعمہءِنو

سُرخ ٹوپی پُھندنا لہرا گئی
طعمہءِ نو دے کے پھر گرما گئی
ڈھول لیگی۔ آنکھ ماری چپلی
شیروانی۔ واسکٹ سلوا گئی

☆

جانے کیونکر یاں ہوا قحط الرجال
جوہر مردانگی عنقا ہوا یا خال خال
خود پرستی، مونچھ نیچی، طرّے خم
پگڑیوں پر چھا گیا دوپٹہ لال

☆

مسئلوں کے حل کی خاطر بار بار باہم ہوئے
اُلجھنیں بڑھتی رہیں بُحران پر نہ کم ہوئے
حیف! سب کی تان ٹوٹی اقتدارِ ذات پر
وہ ہوئے معقول۔ نامعقول گویا ہم ہوئے

☆

ظاہر میں اُن کو حفظِ وطن کی تھی فکرِ خیر
در پردہ ملک وقوم کی تھی لُوٹ مار پیش
یہ اقتدار کی ہوس، یہ زر اندوزیاں
گویا مراد پا گئے رہبر بزعمِ خویش

خوب اور نا خوب کی پہچاں نہ ہو
پھر بجے ''سب ٹھیک'' کا بے ڈھنگ راگ
ملک و ملت کے لئے اک زہر ہے
آنِ واحد میں بدل جاتی ہے باگ

☆

ابّا جی جاگیردار۔ ایمبسیڈر میرے خسر
ماموں لیڈر پیپلی۔ چاچا ہے مسلم لیگیا
تایا جی جرنیل۔ سالے: جج، کمشنر، آئی جی
ہے حکومت گھر کی لونڈی۔ واہ! ''قبضہ مافیا''

☆

یہ اطوارِ سیاست اللہ اللہ!
اور اندازِ حکومت اللہ اللہ!
یہ قارونی و ہامانی سلیقہ
غریبوں کی ہی شامت اللہ اللہ

☆

عوامی دُرگتی، اللہ اکبر!
عجب بے حرمتی، اللہ اکبر!
رفاہِ عامہ کی فرصت نہیں ہے
عدیم الفرصتی، اللہ اکبر!

❖

اِنہیں ''حق مہر'' میں شاید ملا ہے
اور اُن کے ہاں یہ ''میراثِ پدر'' ہے
الٰہی! ہم مسلمانوں کو تیرا
عطا کردہ وہ پاکستاں کدھر ہے؟

☆

حکومت میں ہو حاصل چودھراہٹ
سیاسی پارٹی میں بھی ہو نٹ کھٹ
زہے چارہ گروں کا نسخہ اکسیر
کہ ہے اندھیر نگری، راج چوپٹ

☆

مار کھا کر سنبھل نہیں پایا
آ کے دُوجے نے اور تڑپایا
کس کا مولیٰ اب اعتبار کروں؟
جو بھی آیا وہ دردِ نو لایا

☆

سیاسی، مسلکی جھگڑے تھے سطحی
عدم تدبیر نے رنجش بڑھا دی
تحمل اِس کا حل تھا، مفسدوں نے
کلاشنکوف ہاتھوں میں تھما دی

❖

چمک اُٹھا ہے قسمت کا ستارہ
کہ ہر سُو چھا گیا مینڈیٹ ہمارا
ادارے ''ناک ڈاؤن'' ہو گئے ہیں
یہ کیسا ''آرٹسٹک پنچ'' مارا

☆

محاذ کارگل پر وہ پٹائی
پریشاں تھے کلنٹن۔ واجپائی
بجی سیٹی تو امریکہ جو بھاگے
گرے گھٹنوں کے بل مینڈیٹ بھائی

☆

عمر بھر نیوٹن کی تحقیق' اُس طرف
اور اِدھر پنڈی لاہوری فاصلہ
یاں ''سری پائے نہاری'' نے معاً
حل کیا وقت و مکاں کا مسئلہ

☆

اک جمانہ تھا کہ مُٹھی ساری دولت بھینچتی
ڈرتے ڈرتے آنکھ پرجا کھولتی اور میٹتی
مُورکھو! دیکھو جمانہ آ گیا کتنا کھراب
راجہ جی ملہار گائیں۔ رانی ڈھولک پیٹتی

❖

جو چیتا ہے مری بھیڑوں کا نگراں
تو خربوزوں کی رکھوالی پہ گیدڑ
ہوئے جب ہم بصیرت سے ہی عاری
تو پھر ہر سمت کیونکر ہو نہ بھگدڑ

☆

یا سیاست دان کچھ کمزور ہیں
یا بیوروکریٹ کچھ منہ زور ہیں
جانے کیوں لیتے ہیں بدنامی کا داغ؟
جو محاذِ جنگ کے شہ زور ہیں

☆

حذر از دشمنانِ ملّی اقدار
گرفتارانِ تزویرِ فرنگی
معیشت کی تباہی کے ہیں مجرم
سیاسی کچھ۔ سول کچھ۔ چند جنگی

☆

عدلیہ۔ پولیس۔ ناظم۔ آرمی
چار عناصر ہیں حکومت کے عیاں
غیر پیشہ۔ پیشہ ور کے ہوں بدل
ملک میں پھر افراتفری کا سماں

❖

آرمی ہو یا سِول حُکام ہوں
حدِ شعبہ تک رہیں تو چاکری
فوج در آئے سِول میں۔ ڈر ہے پھر
سرحدوں پر لانگری یا ڈانگری؟

☆

وطن کی سرحدوں کے یہ محافظ
سِول کی چار دیواری میں مامور
ہے جس کا کام اُسی کو ساجھے' لیکن
اُلٹ جاتا ہے اکثر کیوں یہ دستور؟

☆

اُف سیاست کے ''ڈھول چن ماہی''
تُرک تازی بنامِ جمہوری
''ڈھول ماہی'' سپاہیوں کی خیر!
سُر رفاہی ہے' تھاپ تیموری

☆

یا اِک اندھیر گردی' یا اِک اندھیر نگری
گہ اِن کا رانجھا راضی۔ گہ اُن کا رانجھا راضی
چالیس کا ہو ٹولہ۔ بابا ہو یا اکیلا
یہ ہوس کی سکھا شاہی' وہ نفس کی تیغ بازی

خدا کو میں مدت سے بھولا ہوا تھا
پر اب جینے مرنے کا ڈھب آ گیا ہے
ہوئی گیس بجلی و پٹرول مہنگا
تو مجھ کو بھی خوب یاد رب آ گیا ہے

☆

رعایا و راعی کا یہ ربطِ باہم
نکھار آ گیا ہے، پیار ہو گیا ہے
نہ ہے نفع خوری، نہ ہے ٹیکس چوری
معیشت کو پھر کیوں بخار ہو گیا ہے؟

☆

بنی تاجر کی فطرت ٹیکس چوری
تو ذمے دار عمالِ مہیں ہیں
اگر دونوں کی ہے ملی بھگت۔ پھر
یہ بیت المال کے کیسے امیں ہیں؟

☆

مرا ملک انضباطی۔ نظریاتی
عدو کی سازشیں ہیں کیوں ڈراتی؟
کوئی سمجھائے میرے راہبروں کو
نظامِ مصطفیؐ سے ہے ثباتی

پیروڈی (جناب احمد فراز سے معذرت کے ساتھ)

اب کے پھسلے ہیں تو شاید کہیں جیلوں میں ملیں
جس طرح گاؤں کے گبھرو کبھی میلوں میں ملیں

ڈھونڈ لوٹوں' پٹے مہروں میں وفا کے موتی
یہ خزانے تجھے دریاؤں کے بیلوں میں ملیں

لذّتِ کام و دہن ہے یہ وزارت کا اچار
اَب پھلیوں میں ملیں خواہ ڈھلوں میں ملیں

پرچیاں جعلی ہوں' اصلی ہوں' یہ تخصیص نہیں
نشہ بڑھتا ہے جو مینڈیٹ کی ویلوں میں ملیں

فائدہ صحبتِ دانشور و علامہ میں کیا
آ۔ اسمبلی کے ہی لوئر مڈل فیلوں میں ملیں

آئے مسجد میں کبھی بھی نہ وہ بوٹوں والا
ہم جو ڈیزل سے نہ بہلیں۔ نہ ہی دھیلوں میں ملیں

ڈال نیّت پہ طہارت کے بھی مخفی چھینٹے
ورنہ یہ صرف نہ استنجے کے ڈھیلوں میں ملیں

خدمتِ خلق۔ خدا خوفی کہ ایثار و وفا
یہ وہ اجناس کہاں میلوں ٹھیلوں میں ملیں

عشرتِ تخت میں شامل' غمِ تختہ کر لو
تاکہ نوبت ہی نہ آئے' تجھے جیلوں میں ملیں

تو خدا ترس نہیں میں نہ فقیروں جیسا
دونوں نامرد ہیں' آ زن کے چیلوں میں ملیں

جانے کیوں کرتے ہیں De Rail یہ کانٹے والے
حفظِ لازم ہے کہ ریلیں اپنی ریلوں میں ملیں

یہ مہاجرت کھلاڑی یہ سیاسی بابے
پچ سے ہٹتے نہیں رن آوٹ جو بیلوں میں ملیں

خود نہ کھیلیں گے' نہیں کھیلنے دیں گے خاور
وقفہ وقفہ یہ تماشے اِنہی کھیلوں میں ملیں

❖

لیڈر کی مسکراہٹوں کو ووٹ چاہیے — بیگم کو بات بات پر بس نوٹ چاہیے
فاقہ کشوں کو ایک بھی روٹی نہیں نصیب — اہلِ ہوس کی توند کو ہاں! روٹ چاہیے
تاجر نفع میں چور' ملاوٹ بلیک سے — پر ٹیکس کے حساب میں کچھ اوٹ چاہیے
قیمت کئی گنا ہے مگر ناپ تول کم — طرّہ ہے یہ کہ مال میں بھی کھوٹ چاہیے
رشوت فراڈ لوٹ اور قرضے ڈکار کر — غاصب کے ہاضمے کو نیا پوٹ چاہیے
مُہرے پٹے ہوؤں نے دُہائی مچائی ہے — پُتندیا یہ اِن کی حاسبوں کی چوٹ چاہیے
رالیں ٹپک پڑی ہیں جو موقع پرست کی — شاطر کو بھی بساط پر اک گوٹ چاہیے
بابے نڈھال BED پہ سیاست کے ہیں اِنہیں — یخنی میں اقتدار ملا OAT چاہیے

خاور ہر اک کا اپنا ہی یہ رنگ ڈھنگ ہے
ندیا کے پار اُترنا ہو تو BOAT چاہیے

❖

قندیل خاوری

جناب خاور سہروردی کے اس مجموعۂ کلام کا میں نے مسودہ دیکھا اور محظوظ ہوا۔ خاور سہروردی پرانے شاعر ہیں اور ایک طویل عرصے سے مشقِ سخن فرما رہے ہیں۔ اُن کے کلام میں عقیدت کا جوش، جذبے کی آنچ اور دینی و اخلاقی قدروں کی پاسداری ہے۔ فکر وفن کی دنیا میں تجربات واجتہادات ہمیشہ ہوتے رہے ہیں۔ اُردو شاعری بھی اس تجدید کاری سے محروم نہیں ہے۔ اب بھی اس میں نت نئے تجربات ہو رہے ہیں۔ حتیٰ کہ نثری نظم کا بھی جواز مہیا کیا جا رہا ہے۔ ایسے میں جناب خاور سہروردی کے پابند نما کلام کو غنیمت سمجھنا چاہئے۔

جناب خاور سہروردی اپنی طویل مشقِ سخن کے باوجود کسی نمایاں ادبی مقام کے حصول وقبول سے بے نیاز رہے ہیں۔ اس شان استغنا کے ساتھ مشقِ سخن کی مشقت بے تکان برداشت کرنا ایک قابلِ داد کارنامہ ہے۔ میں اعترافِ کمال کے طور پر حضرت غالبؔ کا یہ حکمت افروز شعر اُن کی نذر کرتا ہے۔

وفا داری بشرطِ اُستواری اصلِ ایماں ہے
مرے بُت خانے میں تو کعبے میں گاڑو برہمن کو

جعفر بلوچ
استاد اردو
گورنمنٹ کالج آف سائنس
وحدت روڈ لاہور

28 رمضان المبارک 1422ھ
مطابق 14 دسمبر 2001ء